اینجانب

نہ جانا شیخ جی سوگن کی پگڑی باندہ کر سر پر
لگا ہے اندنوں محصول کچہ اللہ کے گھر پر

ارے میاں اینجانب میں ۔ ڈنکے کی چوٹ ۔ ڈ ہنڈورا پیٹ پیٹ کے کہتا تھا کے بیچ گھر سے باہر نکل جاتے ہیں ۔ کہ کوئی شخص گھر سے تالاب کے دہنگے کہانے نہ جائے ۔ مگر بڑی چہوٹی مصیبتوں کے سوائے کے علاوہ وہاں سے بہی سمندر ہی میں ہاتہ دہو کے پڑ جائیں گے مگر سنتا ہی کون ہے ۔ پچہلے سال ہی جس نے اینجانب کے نصیحانہ کلمات کو نہ سوچا ۔ نہ سمجہا ۔ آپ نے دیکہا نہیں ساتہ خرگوش کی جان و تکلیفوں کی کہکہیا اٹہانے کے علاوہ وہیں کی اٹہریاں حلق میں آگئیں ۔ بعض نے جن جن کے چندہ لوگوں کو عدم آباد کا راستہ بتا دیا ۔ بجائے اب کے کچہ حج تو حج اکبر کے خیال میں چل کر جانے ہوئے ہیں ۔ اور بہت سے بچنے کے سبب سے ہندوستان سے نہ پہونچ سکنے ہوئے کہ وہاں ریل کے سبب سے فرنگے اور شریف کے سبب سے اونٹوں کے کرایہ کے سستا اور رقم کے کم ہونے کی خبر سنائی تہی پہر کیا تہا ۔ تو جیل میں آیا کے نقارے بج گئے بعض تو ہندوستان سے ایسے نکل بہاگے ۔ کہ جیسے ہندوستان سے دولت و ثروت ۔ ان دنوں سے بہی روشنی کا چراغ بہی لے کر ڈہونڈیے تو کوسوں پتہ نہیں ۔ معلوم نہیں ان کو زمین کہا گئی یا آسمان کہا گیا ہے کہ ہیلنگ بن گئے اور بعض کی خبر ہی ۔ کہ جہاز میں سوار ہوکر وہاں پہنچے ہی تقدیر کے چکر میں آگئے ۔ سچ ہاں نکلتے ہی آنکہیں ال مل کے بہی دیکہتے بہیکتے سوا چنا بہایا بہاگی سی اور ان کہا گیا جانا ہوگا ۔ بعض نے ملکی ہمدردی اور دہرم کو ہوگئے کہ گویا اپنی ملکی ہمدردی کو چہوڑ کی طرح جیسے دہتے لبس کیا چہوڑ کے بنتے بنتے ۔ سچ ہے ملکی ہمدردی کا خیال کر بیٹہنا کوئی ہنسی ٹہٹہا نہیں ۔ کہ ہر وقت دم ہم جیلے کے ساتہ بشارت ۔ دیا کیا کہ جن کے بڑے ڈنڈے ڈالے " تماشے " چل بسے ۔ ذوالقرنین کے ہمدردی کی دم میں کیا تیر مارینگے ۔ فقط

گرانی اور مفلسی نے ہندوستان میں وہ رنگ جمایا کہ اپنی توبہ ۔ کہ شریف کو مصر کی بڑہیا کی طرح ہندوستان کی بڑہیا بہی کاتتے بہی بے تذری ۔ کوئی جلاہے بہی کولہو سے نظر لگا کر نے لگے ۔ کوئی حیض سے حیلی زمین ترتیبی اور خیال شکہ مبتلا ۔ ترمیم پر دہرچاتا ہوگیا کو دل میں وسوسوں کا ڈہیر ۔ اور سینہ میں یاس دہراس کا اثر لگا ہوا ہے ۔ بعض شریف مرد اہل کسیر میں اگرچہ بیویوں کو طلاق کے طاق پر رکہ چلتے ہوگئے ۔ کو یا دم کے بہیتے بن گئے اور اگر کوئی شریف بیوی کسی کے عقد نکاح کی گرہ کشا ہوئیں ۔ تو خاوند کے پاؤں تلے کی زمین سات سمندر میں غرق ہو کر ہوگئی ۔ غرض اس ترکیب سے عورت کے پاؤں بہی خانہ نشینی کی بیڑی سے نکل گئے ۔ بقول جان صاحب ؎

تو رنڈی کرے گا تو میں یار کرونگی
تو ایک کرے گا ۔ تو میں چار کرونگی

غرض یہ صورت ہوگی صاحب یہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے ؎

دیکہ لی سیر حرم حضرت زاہد ۔ رخصت
آپ کا کعبہ خرابات کدہ آباد رہے

ہندوستان میں قحط کی وہ ریل پیل ہے
آنکہوں میں اشک ہے نہ چراغوں میں تیل ہے

دہلی ۔ ریل کی بہلت پہرت سے قحط و گرانی نے وہ پاؤں پہیلائے ہیں کہ پیتہار ی کے لڑکوں کے ہاتہ سے نکل پرسانی چادر بیگم کے سر پر جا پڑے اور سر پر گہٹا ٹوپ ہوگئی ۔ ان کے ہزاروں مکان کہنڈر بنے پڑے ہیں ۔ کوئی پرسان حال نہیں ۔ بعض کو قحط نے غریب لوگوں کا پیٹ کاٹنے کے کچہ روپیہ مل گیا ہے ۔ لیکن اس سے غل کے پانی کا بہی پیٹ بہرنا مشکل معلوم ہو رہا ہے جیسے پہلی بہی کر نہیں سکتے ۔ کہ جہاد لوں کا موسل سر پر پڑنے کو ہے ۔ ابہی سے پیٹ کاٹ کے مکانوں کی مرمت میں اپنی گرہ کے روپیہ کا اینٹ مٹی کیوں کریں ۔ کہ نقصان مایہ بہی ہو ۔ اور شماتت ہمسایہ بہی ۔ کیا چہوڑے میں جانوروں کی طرح آدمی نہیں بستے جس نے گہر میں ہی بنائے تو جا سکے ہو ؎

رات دن چکر میں ہیں سات آسمان
ہو رہیگا کچہ نہ کچہ گہبرائیں کیا

یاران ہم قالب

یتیمانہ شاعری کا مشاعرہ

ڈیر شیخ۔ ذرا یہ پامستی دار غزل ملاحظہ ہو بھئی ذرا داد دیتے جانا ... کہتے ہیں :-

مجھ سے اس بات سے ہنوز ہو جیتا رہی ، وصل میں کرتا نہ شوخی سے جو اداکاری

شیخ اے واہ قربان جائیے۔ کیوں نہ ہو۔ بھئی خوب کہا۔ قابل داد

مابدولت دونوں ہاتھوں سے۔ قبلہ آداب۔ قبلہ تسلیم ....

ملاحظہ ہو :-

مال و زر جوش میں اسلام کے صدقہ جو کر دی بندہ کہتا ہے کہ اس وقت سخاوت کا دی

شیخ ملے سبحان اللہ جزاک اللہ۔ ایک اشرفی کا شعر ہے حضرت آپ اسلامی ادبی نظر سے ، مجھے کتب خانہ اسلامیہ کی زمین اس کے صلہ میں آپ کو عطا کئے دیتا ہوں۔

مابدولت :- حضور کی عنایت ہے۔ بندہ تو خاک پا ہے ....

بہتر ہے کہ حق دار بحق دار رسانیدن باید حضرت شعر تو یہ ہوا ہے کہ

کوٹ و پتلون سلیقہ سے پہنی ، جاں عطا میں عزت مری دکھن کو ریاست کا دی

شیخ :- آہیں۔ یار شعر ہے بی میٹھی خانم کے نابدان کی ذو کا ریوں کی۔ اس میں تو قند کرر کے مزے آتے ہیں :-

مابدولت :- حضور ہاں۔ مگر دوسروں کے سے تو کچھ اور .... اچھا آگے دیکھئے :-

گر نماز تو سمجھ جاؤ کہ ہے گی مردہ تو تو میں نے شعر سے للال عدالت کا دی

شیخ :- قہ۔ قہ۔ قہ۔ قہ۔ حضرت این شعر تو رازے است۔ کہ در گفتن نے آید :-

ادھر جناب :- حضرت :-

میری تحریر کی شکل دلبستاں بھیجے۔ سنئے میں ہماگفتم۔ نازش نہ کردم

قسمتی کی دوجہ میں ز رنگ شیوم۔ غور فرمائیے۔

مال اغیار کا لیکے کے غضب کر کے تو میرے گبرو نے سمجھ لی ہے شرافت کا دی

شیخ :- بھئی واہ قابل تحسین ہے۔ یہ کس سمجھ کا تم نے خود لکھا ہے

میرے ہاں کو ئی حضرت نے بہلا ہوں۔ تو آنت دو کر نا نشانہ

مابدولت :- بہتر ہے انجھوں میں اب سے بھی ہوا کرتے ہیں جو دونچ اگر کہہ سمجھتے ہیں لے :-

پڑھوا نے ہم بھی جاتے ہیں لسے شیخ جی ذرا ...

حلوائی کی دوکان پہ دادا کی فاتحہ :-

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ کابل میں گدھے نہیں ہوتے .... اور سنئے

جو کرسنے کے پیسے نکالے سونا میں تو کہتا ہوں وہ کرتا ہے کرامت کا دی

شیخ :- اے ماشاء اللہ۔ ٹن گئی صدقے قربان گئی ہم۔ کوسے کا ل کے مارے عجیب عقل کے بھونڈے ہوتے ہیں :-

مابدولت۔ ابھی ابھی تو نہ پوچھئے یہ تو عقل کے دشمن ہیا کرتے ہیں۔ ... غور فرمائیے :-

عقل کے پیچھے لئے پھرتے ہیں الٹی سو بیٹھا اور کہتے ہیں کہ ہوتی ہے بشاشت کا دی

شیخ :- ع۔ عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

مابدولت حضرت یتیمی میں برخورداری۔ چاہیئے برخورداری ... اچھا آگے بڑھیئے :-

دیکھ کر خواب میں میاں رسا جو بن گیا آدھے ہوتی ہے اتو کو وراثت کا دی

شیخ :- ہو نقطہ و ہا کر۔ او دھبہ او دھبہ بس بس بس ہمیں بس ساتھ دادی

تیری چیکنی خیالی دارے میاں جھنڈو خاں ہوت۔ دیکھو ہمیں بی صاحب کے جو بن کو ڈھونڈے ناوانی ہے تکیہ سمجھ کرکے نہ بہائیں :-

مابدولت حضور ہاں سائیں اکثر ایسے ایسے اشعار پڑھتا ہے .... پھر سنئے :-

بس بجادی یہ سمجھا وہ ہو مرا لال مسکی ، کہیے حضرت دل ہم تو حماقت کا دی

شیخ :- بھئی واہ کیا سچا شعر ہے۔ ... پوچھو تو یار ہم نے ... قلم زادی

مابدولت حضرت دل کا ٹکڑا ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ معشوقوں پر اپنا کیا بھائی بہنوں کا بھی مال و زر صدقہ کیا جاتا ہے اور بیچاروں کو امر وز فردا پر ٹرخایا جاتا ہے۔ ایک بیچارے عاشق نے کس شوق سے کہا ہے۔ کہ :-

گور دگاں اس بت سے پیار کے لئے یا خدا ہم کہیں تقدیر سے نالی جتنے .... ملاحظہ ہو :-

بوسہ لینے میں سرپا وہ نہیں شرماتے ، دیکھو اس کو کیا کرتے ہیں صحبت کا دی

شیخ :- واہ واہ۔ ہا ہا۔ تعریف کے لئے تو یار اب کوئی جگہ نہیں رہتا

کونسی زبان لاؤں ؟

مابدولت حضور کی داد کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے بیشک آنرت کرخود بخود ... پھر سنئے ؎

چارہ کا نام جو لیتا ہوں چڑتے ہو ستم ہے کس دن کی ابھی سے یہ لڑائی ہے

جزاک اللہ مرحبا کیا خوب کہا ہے۔

مضحکہ : یہ آپ حضرات کی عنایات ہیں۔ ورنہ یہ تو دیسی قدیم گپ کیپ ہے۔ اچھا اب مقطع سن لیجئے۔ صبح ہو گئی خود بدولت سہ ۲ بجے نہیں صرف اخبار صبح کو ہی پاخانہ جایا کرتے ہیں جہاں وقت تھا آپ معشوقوں کیطرح سے اکڑ جاتے ہیں ؎

نئی ابھی کمشنر کے سب بھرے تیں صاحب گپ عجیب

اور کچھے ہی اسی نہ ہے۔ شعر ... کاٹری

آج : ... شک ... خاک آپ کو کہنا کہ یہ زیر ہے

مابدولت : تسلیم۔ اچھا رخصت ...... اتوار پھر کے آنے کا فرمانے جانے ہیں ؟

سامعین۔ ماتوں کے پیچھے بھاگنوں کے آگے۔ بغلم گپ عجیب

غزل شاہ منیر الدین احمد صاحب سہسرامی

سنتے ہیں وہ بزم میں آ جائینگے آج ✱ اپنا جلوہ سب کو دکھلا جائینگے آج
سنتے ہیں وہ زلف سلجھائینگے آج ✱ عاشقوں کو رنج میں لا جائینگے آج
وہ نہیں آئے تو اتنی یاد ہے ✱ یوں ہی عاشق دل کو بہلا جائینگے آج
سب چلے خود بھی گریباں پھاڑ کر ✱ کیوں نہ ہم دیوانہ کہلا جائینگے آج
کل قسم کھا کر گئے آئے نہ وہ ✱ پھر مرے سر کی قسم کھا جائینگے آج
گالیاں دے کر گئے کل وہ مجھے ✱ کچھ رقیبوں سے بھی سنوا جائینگے آج

کل سے کچھ امید بندھی ہے منیر
راہ پر وہ خود بھی آ جائینگے آج

سامعین : ذری پھر ارشاد ہو ... واہ کیا گپ عجیب

بکھوے کے مرمر کے بہت اللہ کے پیارے ہوگئے
دیکھئے کیونکر بچیں گے کال کے مارے ہوئے

ڈپٹی : علیک سلیک۔ مزاج مقدس۔ اسے تو یہ مقدس حضرت

معاف کیجئے گا۔ اس وقت بوکھلاہٹ کی حالت میں زبان سے کچھ کا کچھ نکل رہا ہے۔ شاید آپ کہیں گے کہ اس بوکھلاہٹ کا باعث حضرت۔ بس یہ سنو کہ مجھے حاصل رہے کہ جس کو ہمیشہ چارپائی پر پڑے ہوئے گئی رہی ہو (یعنی اس سے آپ بوڑھے بلکہ فرسے ارباع یا ضعیف العمر تعبیر نہ کیجئے گا۔ بلکہ اپنے فلسفے بیٹھنے کے یہ ٹیکھوں کا ذکر ہے) لنگڑے نے دنیا دی انتہا بات کا ذرا سا بھی سامنا ہو جانا قیامت کا سامنا ہے۔ بات یہ ہے کہ آج جو بندہ درگاہ نے تھوڑی دیر کے لئے سیر و تماشہ کو خیر باد کہہ کر دنیا کی موجودہ حالت پر نگاہ ڈالی۔ تو بس چھکے چھوٹ گئے۔ ہاتھوں کے طوطے پرواز کر گئے۔ ہوش و حواس طائر عنقا کی طرح غت ربود ہو گئے۔ گزشتہ چند برساتوں میں بیچارے فاقوں کے مارے دیہاتی امساک باران کی وجہ سے اپنی مرجھائی ہوئی کھیتیوں کی ابتر حالت پر آٹھ آٹھ آنسو بہا کر دل کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ اور دوسری طرف منکسر تکا کرتا رہا یا ریشانی میں ڈوب کیطرح آسمان کی طرف سر اٹھا کر یا اللہ مینہ برسا اللہ مینہ برسا کے راگ گایا کرتے تھے۔ مگر تو یہ حضرت بادل خاں نے کچھ ایسی غضب کی گھنی سادہ رکھی تھی کہ ناز کش مخلوق نے بڑا اضطراب و التجات کا نقارہ بجایا۔ مگر وہاں خبر نہ نا شد۔ ساون بھادوں جیسے خوشگوار مہینوں میں سفید سفید ابر اور کالی گھٹا تو درکنار بھولا بھٹکا بادل کا ٹکڑا بھی عید کا چاند بنا ہوا تھا۔ اور اگر کبھی بھولے بھٹکوں چھینٹا دیا۔ جیسے کسی طرف سے گھٹا اٹھی بھی۔ تو ادھر آئی اور ادھر چلی گئی۔ بیچارے قحط زدہ لوگ سمجھے کہ شاید خدا سنے گی۔ مگر پھر تھوڑی دیر میں ٹھنڈا سے ہو کر رہ گئے۔ غرض یہ کہ خدا جانے ان پیٹ بھرے مینوں نے کس منحوس گھڑی میں قحط کی بنیاد ڈالی تھی کہ پھر جب سے آئے دال کو آج کی گھڑی تک سینا نصیب ہی نہیں ہوا۔ خیر یہ تو سب کچھ ہوا۔ مگر امسال خدا جانے کس مقبول بارگاہ ایزدی کی دعا رنگ لائی کہ دعا اجابت تک پہونچ گئی۔ کہ شروع برسات ہی میں بادل خاں نے خوب دل کھول کر اپنے مشتاقوں کو جلوہ دکھایا۔ گویا دنیا کی جان میں جان ڈال دی۔ آج پھوار آئی۔ کل چھینٹا پڑا۔ پرسوں بارش ہوئی۔ اترسوں موسلا

دو چار ہو گیا۔ بس اب کیا تھا۔ مردہ دل کسان اور فاقہ کش رعایا نے اپنے دلوں میں سمجھ لیا۔ کہ خدا کا شکر بیڑا پار ہو گیا۔ خیر دو ملکوں کی بابت تو ہم کچھ رائے قائم نہیں کر سکتے۔ مگر ہاں سیہ بخت انڈیا تو تمام ازل سے بدنصیبی کا سارٹیفکٹ حاصل کر چکی ہے بھلا یہاں کی شومی قسمت کہاں جاتی۔ یا تو وہ امساک باراں تھا۔ کہ کبھی آسمان سے چڑیا کے موت کی بوند بھی نہ گرتی تھی یا یکایک حضرت ابر دام سیلاب از ل دھر کا حسن تیج دیکھ کر ایسے منزل ہوئے کہ اگلا پچھلا جمع کیا ہوا ذخیرہ سب ہی صرف کر ڈالا۔ اب تو بارش نے تار باندھ دیا۔ کیا مجال کہ کوئی دن ناغہ چلا جائے۔ کھیت جنگل کنوئیں۔ تالاب۔ دریا۔ ندی۔ نالے جہاں دیکھو پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ تباہ شدہ زمینداروں کے آنسو بھی کچھ گئے۔ جنگلوں کے ہرے بھرے کھیتوں نے بھی سر دقار کبر طے ہو کر خواہش آب سے انکار کر دیا۔ تری ہوئی مخلوق ہی مکانات کی کمزور حالت کو دیکھ کر پناہ مانگنے لگی۔ مگر جلالت مآب حضرت ابر علیہ الغفران کچھ ایسی پرجوش حالت میں تشریف لائے تھے۔ کہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اندر باہر جہاں دیکھو پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ تموج ہوا نے پہلے اور کمزور مکانوں کو سر بسجود کرنا شروع کر دیا۔ الٹ ڈوٹ دھم دھم ارے۔ وبا۔ بچاؤ کی صدا کوچہ کوچہ سے آنے لگی۔ یہاں تک کہ مکانات کے منہدم ہو جانے کی وجہ سے شہروں کی ماہیت بدل گئی۔ مگر قبلہ بادل خان خدا ہی اپنی کسی سے نہ چوکے۔ یا تو لوگ انزال باراں کی فریاد کیا کرتے تھے۔ یا امساک باراں کی دعا مانگنے لگے۔ خیر خدا خدا کر کے کچھ آسمانی سمندر کا ذخیرہ خالی ہوا۔ اچھا پھر کیا ہوا۔ فصل اچھی ہوئی۔ غلہ خوب گھمسان کا ہوا۔ مویشیوں کے نئے جنگل سرسبز ہوا۔ سب کچھ ہوا۔ مگر بازار میں لالہ جی کی دوکان پر آئے تو دال کا بھاؤ ارزان نہ ہوا۔ آپ سوال کر بیٹھے۔ کہ آخر اب گرانی کی وجہ سنئے۔ یہ تو ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں۔ کہ ہندوستان بدقسمتی کا سارٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے بس جب غلہ پختہ ہونے پر آیا۔ تو ٹیریا بخار آگر گریبان گیر ہوا۔ بلکہ عالمگیر ہوا۔ آج اسے۔ کل اسے۔ پرسوں اسے۔ دس پندرہ دن میں تو لاکھوں کو انتقال کر دیا۔ گاؤں کے گاؤں جت ہو گئے۔ بیچارے

زمیندار لوگ پلنگ سے اٹھنے کے قابل بھی نہ رہے۔ کاٹے کون غرض پکے پکائے کھیتوں کو ایسی لاوارثی حالت میں دیکھ کر مویشیوں نے اچھی طرح پامال کیا۔ وہ خوب بے خطرے سو لٹ کر اچھی طرح دل کا بخار نکالا۔ اور بیچارے ہندوستانی اب کے بھی کورے کے کورے رہے۔ تین پاؤ کا بھی۔ اور سات سیر کا آٹا۔ حضرت اگر اگلے سال بھی یہی حال رہا۔ تو لوگ کال کے ساتھ خود بھی کال کرنے لگیں گے۔ امسال رحمدل گورنمنٹ نے غریب رعایا کی نازک حالت دیکھ کر جگہ جگہ رعایتی دوکانیں کھلوا دی تھیں۔ مگر وہ صرف ہی دو تین مہینے۔ اسے کے آئے کی عادت ڈال کر تو چلا ہو گئیں حضرت تیج ۔ تم یہ نہ خیال کرنا۔ کہ انڈیا میں آنے دال کا قحط ہو گیا ہے۔ نہیں حضرت۔ یہ بھی کے پھرنے والے۔ تو بہی کی مخلوق کی پرورش کرتے ہیں۔ اور نہ رحمدل گورنمنٹ کو تو جب دانے ہیں حضرت اسی قماش کے لوگوں نے تو ہاتھ دنیا ہی کا ستیاناس کر دیا ہے۔ سچ ہے جب اپنا پیسہ کھوٹا۔ تو پرکھنے والوں کا کیا دوش بھلا صاحب جب ہندوستانی رئیس ہی غریب غربا پر جیری کی تیز کرنے لگے تو پھر کہاں ٹھیک لگ سکتا ہے۔ یار ہیا ہے اور قوت اب تو آپ کے ہاں کے کاپی نویس بھی دال روٹی کی جگہ تاسرکا لکھنے حرفوں میں سے حرف اور لفظ غائب کرنے لگے۔ حضرت اگر آئندہ بھی یہی بے احتیاطی رہے گی۔ تو ہم بھی ٹاٹ پالان لاد کر کسی اور طرف کی راہ لیں گے۔ اچھا اللہ باقی۔

راقم دہی رعیت کا وکیل۔ غریبوں کا اپیل ۔ خوجہ دہلوی۔

نوٹ۔ حضرت ہم غائب نہیں کرتے۔ بلکہ زمانہ کے موافق بدل دیتے ہیں۔ کہ زمانہ بدل رہا ہے۔ لفظ کیوں نہ بدلیں۔ جیسے اس مضمون میں اجابت کی جگہ رعایتی ۔ خوجہ دہلوی۔

انوکھا استفسار

مجھ سے ہو حضرت چریا شیخ ہو دینیہ علاقہ بنگال میں ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ اگر کسی مسجد کی چھت پر گرگس (گدھ) بیٹھ جائے۔ تو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں۔ میں نے پہلے اس استفسار کو تفریح اور مذاق پر محمول کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ واقعی اس جوار میں ایک مسجد کی چھت پر گدھ بیٹھا تھا آخر کار اس میں لا دمیں برائی اپنے اپنے پیسے میں بل پڑ گئے جالانکہ یہ